قرآن کریم، مسلم مفکرین اور عقیدۂ تثلیث: نارمن لیو گائسلر کے آرا کا تجزیاتی مطالعہ

Quran, Muslim Scholars and Trinity: An Analytical Study of Norman L. Geisler's Views

عمر واحد* ڈاکٹر سمیہ عنایت** غزالہ شاہین***

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v5i2.356

Received: December 13,2022
Accepted: December 22, 2022
Published: December 30,2022

Abstract

The foundational belief in Christianity is Trinity. This teaching holds that God is actually a triune being, consisting of the Father, the Son, and the Holy Spirit. The phrase "trinity" does not appear in the Bible, and the closest text to the idea of a trinity is (John 10:30), which states, "I and the Father are one." However, Christian academics often take this verse out of context. The term "trinity" (تثلیث) has been mentioned in the Quran (Al- isa: 171, Al Maeda: 73), although the Quran neglects any explanation of the distinctive characteristics of the Trinity's members. The Quran presents a false understanding of the Trinity, according to the American philosopher and theologian Norman L. Geisler, who uses Al Maeda:116 in his book "Answering Islam: The Crescent in Light of the Cross". In this article, the mention of Ayah will be explained in the context of the opinions of well-known Muslim exegetists.

Keywords: Bible, Trinity, Father, Son, Holy Spirit

تمہید

دنیا کے تمام الہامی و غیر الہامی مذاہب میں کچھ اساسی عقائد ہوتے ہیں جو اُس مخصوص مذہب کی شناخت ہوتے ہیں۔ الہامی مذاہب میں مشہور یہودیت، عیسائیت اور اسلام ہیں۔ ان میں بعض عقائد مشترک ہیں

* پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ۔ numaani201@gmail.com
** لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ۔ 123sumiainayat@gmail.com
*** ایم۔فل سکالر، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان۔

جیسے توحید، رسالت اور آخرت۔ البتہ اِن عقائد کی تشریحات اور تعبیرات میں فرق اور اختلاف ضرور پایا جاتا ہے۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام سب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن تشریح اور تعبیر کے لحاظ سے سب مختلف ہیں۔ قرآن کریم کی رو سے یہود اور نصاریٰ دونوں شرک کے مرتکب ہوئے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ[1]

اِس آیت کے ذیل میں مولانا مودودیؒ صاحب لکھتے ہیں: ((قرآن مجید کے ارشاد کا مقصود یہ نہیں ہے کہ تمام یہودیوں نے بالاتفاق عزرا کا ہن کو خدا کا بیٹا بنایا ہے بلکہ مقصود یہ بتانا ہے کہ خدا کے متعلق یہودیوں کے اعتقادات میں جو خرابی رونما ہوئی وہ اس حد تک ترقی کر گئی کہ عزرا کو خدا کا بیٹا قرار دینے والے بھی ان میں پیدا ہوئے))۔[2]

اسی طرح رضی الدین سید لکھتے ہیں: یہودی انہیں "مجدد دین" بھی کہتے ہیں۔ ان کا دور 450ق م کا ہے۔ گمشدہ تورات کو دوبارہ مرتب کرنے اور شریعت کو غلطیوں سے پاک کرنے کی بنیاد ہی پر یہودیوں کا ایک گروہ انہیں "ابن اللہ" کہنے لگا تھا۔[3]

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تقریباً 100ء یا 150ء کے زمانے کے کتب اور دستاویزات ایک غار میں پائے گئے جو کسی عیسائی راہب کا کتب خانہ تھا۔ اُن میں بہت سے کتب کے تراجم کئے گئے۔ اُن میں ایک کتاب اُن لوگوں کی تردید میں لکھی گئی تھی جو عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے تھے۔[4]

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے اِسلام کو بطور دین منتخب فرمایا۔ اس مقصد کے لیے اللہ نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے ابتدا کیا اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر مکمل کیا۔ اِسلام کا امتیازی عقیدہ عقیدہ توحید ہے جس دعوت و تبلیغ تمام انبیاء علیہم السلام نے دی۔ انسانیت جب بھی عقیدہ توحید سے بھٹک گئی تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبیؑ کو بھیج کر توحید کی تعلیم کو از سرِ نو زندہ کیا۔ اقوام ماضیہ میں سے یہود و نصاریٰ نے بھی دین اسلام میں افراط و تفریط کرکے الگ الگ مذاہب کی بنیاد ڈال دی جو یہودیت اور نصرانیت کہلائے۔

آپ علیہ السلام کے رفع آسمانی کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد پیروکاروں نے آپؑ کے تعلیمات کو فراموش کیا۔ اناجیل جسے عہد نامہ جدید بھی کہا جاتا ہے، کو 65ء کے بعد مرتب کرنے کا کام شروع ہوا اہاں پال

کے خطوط اس سے پہلے لکھے جاچکے تھے۔ مسیحؑ کی اصل انجیل کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں گئی جس کا ذکر2-تسالینیکیوں 8:1 میں ہے۔ ترجمہ در ترجمہ، اصل زبان میں ناپید، مصنفین اور ناقلین کے حالات نامعلوم اور اختلافات کی کثرت کی وجہ سے اس کو کلام الٰہی ماننا مشکل ہے۔یونانی فلسفہ اور علوم کی روشنی میں بائبل کی تشریحات کرنے لگے۔ موجودہ عیسائیت کی تشکیل میں دو شخصیتوں کا کردار اہم ہے اول سینٹ پال، دوسرا رومی شہنشاہ کونسٹنٹائن۔ جس کی وجہ سے موجودہ عیسائیت کے تعلیمات کا سیدنا عیسٰی علیہ السلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ عام فہم اور اساسی عقیدہ توحید فلسفے کے انتہائی گھمبیر مباحث میں اُلجھ کر رہ گیا۔عقیدہ توحید کی جگہ عقیدہ تثلیث آئی، جسے انگریزی میں (Trinity) کہا جاتا ہے۔عیسائی علماء کی طرف سے اس کی عجیب وغریب تشریحات کئے جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ حل ہونے کے بجائے مزید گھمبیر ہوتا ہے۔اسی طرح وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عیسائیت کی الہیات کی تشریح میں ارتقاء ہوتی رہتی ہے۔اس غرض کے لیے مختلف کونسلیں منعقد کرائی گئیں ہیں۔

قرآن کریم نے عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث اور اُلوہیتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر متعدد مقامات میں تردید کی ہے۔ایک عرصے سے عیسائی علماء اس بات پر مصر ہیں کہ قرآن کریم کا تثلیث کے بارے میں پیش کردہ تصور (نعوذ باللہ) غلط ہے۔ان عیسائی علماء اور فلسفیوں میں ایک نارمن لیو گائسلر ہیں۔اُنہوں نے اپنے خیالات کو ایک کتاب Answering Islam: The Crescent in Light of the Cross میں پیش کئے ہیں۔ اِس مقالے میں قرآن کریم کے عقیدہ تثلیث کے بارے میں پیش کردہ تصور اور نارمن لیو گائسلر کے خیالات کا جائزہ لیا جائے۔

نارمن لیو گائسلر کے احوال: گائسلر 21 جولائی 1932ء کو وارن، مشی گن میں پیدا ہوئے۔انہوں نے امریکہ کے مختلف اداروں سے دو بیچلر، اور دو ماسٹر کی ڈگریاں حاصل کیں۔ لویولا یونی ورسٹی (Loyola University) سے فلسفہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔اسی کی دہائی میں Trinity Evangelical Divinity School میں Philosophy of Religion کے چیئر مین مقرر ہوئے۔

Dallas Theological Seminary میں Systematic Theology کے پروفیسر رہے ہیں اور

Evangelical Theological Society کے صدر کے طور پر فرائض سرانجام دیئے۔ آپ نے International Society of Christian اور The Evangelical Philosophy Society Apologetics کا قیام عمل میں لایا اور ان دونوں اداروں کے صدر بھی رہے ہیں۔

گائسلر بہت سے کتابوں کے مصنف ہے جن میں قابل ذکر کتابیں درجہ ذیل ہیں:

From God to us, Answering Islam, Systematic Theology, If God, Why Evil? The Big Book of Bible Difficulties, Baker Encyclopedia of Christian Apologetics, The Big Book of Christian Apologetics, A general introduction to the Bible, Miracles and the modern mind, To Understand the Bible Look for Jesus.

اسلام کے خلاف اُن کی کتاب Answering Islam: The Crescent in Light of the Cross ہے۔ اس کتاب کے تین بڑے حصے اور چھ ضمیمہ جات ہیں۔ پہلے حصے میں اسلام کے بنیادی عقائد پر بحث کی ہے، دوسرے حصے میں اِن عقائد پر عیسائی حوالے سے تنقید کی ہے اور تیسرے حصے میں عیسائیت کے بنیادی عقائد کا دفاع کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں چھ ضمیمے شامل ہیں جن میں مختلف اہم موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

عقیدہ تثلیث کا مفہوم: عیسائیت کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ تثلیث کا عقیدہ ہے یعنی خدا اقانیم یا (Persons) پر مشتمل ہے۔ باپ، بیٹا اور روح القدس۔ سینٹ آگسٹائن اپنی کتاب "On the Trinity" میں لکھتے ہیں:

Thus, the Father is God, the Son is God, the Holy Spirit is God; … but yet there are not three gods, …, the Trinity itself. (5)

"پس باپ خدا ہے، بیٹا خدا ہے، روح القدس خدا ہے۔۔۔ لیکن پھر بھی یہ تین خدا نہیں ہے،۔۔۔، جو کہ تثلیث ہے۔"

یعنی اقانیم تین ہیں مگر خدا تثین نہیں ہے۔ اگرچہ اس عقیدے کی تشریحات میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بعد کے ادوار میں اس عقیدے کے خلاف تحریک موحدین بھی شروع ہوئی جنہوں نے تثلیث کے بجائے توحید کا درس دیا اور سیدنا مسیحؑ کو انسان سمجھا گیا۔

عقیدے تثلیث کے تین اقانیم کی تفصیل درجہ ذیل ہے۔

باپ (Father): عیسائی عقیدے کے مطابق باپ سے مراد "خدا کی ذات" ہے، جو الوہیت کا سرچشمہ ہے۔ باپ اور بیٹے کے لفظ سے رشتہ جنسیت مراد نہیں ہے کہ اُس سے کوئی پیدا ہوا ہے۔ جیسا کہ نارمن لیو گائسلر نے بڑی شد و مد سے بات واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس باپ، بیٹے کے لفظ سے کوئی جنسیت مراد

نہیں ہے۔ باپ جس طرح بیٹے کے لیے اصل ہوتا ہے۔اس طرح یہاں بھی باپ کی یہی حیثیت ہے یا اس سے مراد شفقت اور مہربانی ہے۔

چنانچہ بی۔اے وئیر لکھتے ہیں:

"باپ مکمل خدا ہے۔وہ ایک تہائی خدا نہیں ہے۔اس کے باوجود صرف باپ ہی کامل خدا نہیں ہے لیکن وہ بیٹا اور روح القدس کے ساتھ ابدی طور پر ہے۔ان میں سے ہر ایک الوہی حیثیت میں یکساں ہیں۔"(6)

بیٹا(Son): اس سے مراد خدا کی صفت کلام ہے یعنی مسیحؑ خدا کی مجسم صفت علم و کلام ہے۔جیسا کہ گائسلر لکھتے ہیں:

"لفظ "بیٹا" کو تمثیلی معنی میں لینا چاہیے جسطرح "ابن" عربی زبان میں ہے،اس سے اس کا طبعی یا جنسی مطلب مراد نہیں ہے جس طرح "ولد" عربی میں ہے۔" باپ (خدا) کی صفت کلام سیدنا عیسیٰؑ بن مریم کی انسانی شکل میں حلول کر کے ظاہر ہوا تھا۔بیٹا بھی باپ کی طرح ایک مستقل خدا ہے۔(7)

روح القدس(Holy Spirit): روح القدس تثلیث کا تیسرا جز ہے یعنی غیر مرئی روح پاک جو خدا کی صفت حیات اور محبت ہے۔روح القدس غیر مرئی چیز ہے۔ جس کی کوئی طبیعاتی یا کنکریٹ تشریح نہیں کی جا سکتی۔باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں خدا ہیں اور پھر تین نہیں بلکہ ایک خدا ہے۔

نارمن لیو گائسلر لکھتے ہیں:

"تثلیث کے دوسرے رکن روح القدس کا ذکر بھی وہی وحی کرتی ہے جو مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیتی ہے۔روح القدس بھی باپ اور بیٹا کے ساتھ برابر خدا ہے۔"(8)

عقیدہ تثلیث کے بارے میں گائسلر کے دلائل:

عقیدہ تثلیث کے بارے میں آپ کا خیال ہے کہ مسلم علماء بائبل سے عقیدہ تثلیث کو سمجھنے میں غلطی کا شکار ہوئے ہیں۔مثال کے طور پر یوحنا کی انجیل میں ہے:"کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشدیا۔۔۔"(9)

مصنف بائبل کے لفظ "اکلوتا بیٹا"(only begotten) کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"only begotten" یعنی اکلوتا بیٹا کے لفظ سے مراد کوئی طبعی نسل نہیں ہے۔یہ باپ کے ساتھ ایک خصوصی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔"(10)

آگے چل کر مصنف، شروش [11] کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ بہت سے مسلمان سمجھتے ہیں کہ عیسائیوں نے مریم (علیہا السلام) کو دیوی، (سیدنا) عیسیٰ (علیہ السلام) کو بیٹا اور خدا کو شوہر بنایا ہے۔

پھر اِس غلط فہمی کی اصل وجہ اور بنیاد سے متعلق گائسلر لکھتا ہے:

"Islamic misunderstanding of the Trinity is encouraged by the words of Muhammad who said, "O Jesus, son of Marry! didst thou say unto mankind: Take me and my mother for two gods beside Allah?" (5: 119)" [12]

اس کے بعد مصنف نے اُن کمزور عقلی دلائل کا ذکر کیا ہے جو عموماً مسیحی محققین تثلیث کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ پھر مصنف خود عقیدہ تثلیث کے ثبوت میں پیش کردہ اپنے دلائل یا اسی طرح دیگر دلائل کمزوری کا اقرار کرتے ہیں۔ گائسلر کی پیش کردہ چند دلائل یہ ہیں:

1۔ریاضیاتی تشریح:

ترجمہ: "خدا 1×1×1 کی طرح ہے۔ یہاں پر تین ایک ہیں لیکن پھر بھی وہ ایک ہی کے برابر ہیں۔ یہ بعینہ وہ ہیں جو خدا میں ہیں، تین اشخاص جو کہ ایک خدا ہے" [13]

2۔جیومیٹرک تشریح:

ترجمہ: "غور کرو کہ مستطیل تو ایک ہوتا ہے پھر بھی اُس کے تین کونے ہوتے ہیں۔ یہ بھی مشاہدہ کرو کہ یہ تین کونے ایک دوسرے سے علاحدہ نہیں کیے جاسکتے ہیں اور تینوں بہ یک وقت ہوتے ہیں۔" [14]

3۔اخلاقی تشریح وتوضیح:

ترجمہ: "بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا محبت ہے (1 یوحنا 16:4)۔ لیکن یہ محبت واحد فی التثلیث ہے کیوں کہ اس میں ایک محبت کرنے والا، محبوب اور دونوں میں محبت کا علاقہ پایا جاتا ہے" [15]

4۔علمِ بشریات سے عقیدہ تثلیث کی وضاحت:

گائسلر کے نزدیک بائبل کے کتاب پیدائش (27:1) کے مطابق چونکہ تخلیقِ انسانی صورتِ خدا پر ہے۔ لہٰذا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کہ عقیدہ تثلیث کا وجودِ انسانی کے ساتھ کوئی نہ کوئی مشابہت ضرور ہوگی۔ جسم، روح اور سپرٹ کے ساتھ اس کی تشریح نہیں کرسکتے کیوں کہ اس تشریح میں بہت سی خرابیاں ہیں مثلاً روح اور جسم موت کے وقت ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں حالانکہ عقیدہ تثلیث میں ایسا نہیں ہے۔ گائسلر کے مطابق اس کی بہترین تشریح یہ ہے کہ یہ وہ تعلق ہے جو ہمارے دماغ، خیالات اور اِن خیالات کا اظہار الفاظ میں کرنے کے درمیان ہے۔" [16]

5- اسلام میں اللہ کی صفت کلام کے حوالے سے عقیدہ تثلیث کی تشریح:

" قرآن اللہ کا کلام ہے اور مسلم علماء یہ کسی طور پر بھی اللہ سے جدا نہیں سمجھتے ہیں۔ اگر قرآن کریم کا موازنہ مسیحیت میں کسی چیز کے ساتھ کیا جاسکتا ہے تو وہ خود سیدنا مسیحؑ ہے۔۔۔" [17]

عقیدۂ تثلیث سے متعلق قرآنی آیات کی توضیح:

پہلے مصنف کے مطابق مسلمان عقیدۂ تثلیث کے صحیح مفہوم میں غلط فہمی کا شکار ہیں اور اس غلط فہمی کا اصل سبب قرآن کریم کا عقیدۂ تثلیث سے متعلق غلط معلومات اور تفصیلات ہیں۔ (نعوذ باللہ)۔

قرآن کریم اور عقیدہ تثلیث: قرآن کریم نے متعدد مقامات پر اُلوہیت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر رد کیا اور یہ ثابت کیا کہ آپؑ اللہ تعالیٰ کے ایک پاک باز پیغمبر اور بندہ تھے۔ اور آپؑ کی ماں سیدہ مریم علیہا السلام بھی اللہ تعالیٰ کی تابع فرمان تھیں۔ قرآن کریم کے مطابق سیدنا عیسیٰؑ نے بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح وحدنیت کا درس دیا اور عقیدہ تثلیث کا آپ علیہ السلام کے تعلیمات سے دور کا واسطہ بھی نہیں رہا ہے۔ عقیدہ تثلیث اور اِس جیسے دیگر عقائد نصاریٰ کا غلو فی الدین ہے۔

یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ عیسائیوں کے بنیادی عقیدے کا نام "تثلیث"(Trinity) کا لفظ بائبل میں کہیں پر بھی ذکر نہیں ہوا۔ جس طرح لفظ بائبل، بائبل کے اندر کہیں پر بھی موجود نہیں ہے۔ بلکہ اِس کے برعکس قرآن کریم میں لفظ تثلیث کا مادتاً ذکر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ [18]" اور تین (تثلیث یا Trinity) مت کہو، باز آجاؤ یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا"

اسی طرح قرآن میں ہے: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ--- [19]"

مذکورہ آیت بارے گائسلر لکھتا ہے کہ عقیدہ تثلیث بارے صحیح معلومات فراہم نہیں کردیتا ہے اور (نعوذ باللہ) قرآن کریم عیسائی عقیدہ تثلیث سے بے خبر ہے۔ چناں چہ اگر یہ کلام اللہ ہوتا تو وہ ضرور عقیدہ تثلیث سے باخبر ہوتا۔

گائسلر کو یہ غلط فہمی اس لئے ہوئی کہ قرآن کریم دیگر آیات کی طرح یہاں پر بھی تثلیث کا ذکر کر رہا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے یہاں پر شرکِ نصاریٰ کو بیان کیا ہے۔ قرآن کریم نے علاحدہ علاحدہ عقیدہ تثلیث کے اقانیم کو کہیں پر بھی ذکر نہیں کیا اور نہ اُن اقانیم کی تفصیلات بیان کی ہے۔ اسی طرح آیت مذکورہ میں مریمؑ کا نام بھی مذکور نہیں ہے۔ آیت قرآن کریم نے صرف اللہ تعالیٰ کی "تین میں سے تیسرے" کی نفی کی

ہے اور اُلوہیتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا تفصیلی رد کیا ہے۔ اسی طرح مریم علیہا السلام کی اُلوہیت کی نفی کے ساتھ ساتھ آپؑ کی پاک دامنی بیان ہوئی ہے۔ قرآن نے کہیں پر بھی آپؑ کا بطورِ اقنیم تثلیث ذکر نہیں کیا ہے۔

رہی یہ بات کہ آپؑ کی کبھی عبادت ہوئی ہے یا نہیں تو اِس بارے میں علامہ محمد رشید بن رضا لکھتے ہیں:

(وأما أمه فعبادتها كانت متفقا عليها في الكنائس الشرقية والغربية بعد قسطنطين، ثم أنكرت عبادتها فرقة البروتستانت التي حدثت بعد الإسلام بعدة قرون).[20]

"ہرچہ آپؑ کی ماں تھی تو ان کی عبادت پر مشرق اور مغرب کے سارے کنائس قسطنطین کے بعد متفق رہے ہیں، پھر پروٹسٹنٹ فرقہ نے صدیاں بعد ظہورِ اسلام اُس کی عبادت سے انکار کیا۔"

اِس کے بعد آپ نے عبادت کے اُن مراسم اور طریقوں کی نشان دہی کی ہیں جو مسیحی سیدہ مریمؑ کی عبادت کے لیے بجالاتے تھے۔

چنانچہ علامہ صاحب لکھتے ہیں: **(صلاة ذات دعاء وثناء واستغاثة واستشفاع، ومنها صيام ينسب إليها)**[21]

"اُن کی عبادت اُن سے دعائیں مانگی گئیں، اُن کے لئے ثناء بیان کی گئیں اور آپ سے فریاد رسی اور شفاعت طلب کی گئی اور بعض روزوں کی نسبت آپؑ کی طرف کی گئیں۔"

امام شہرستانی نصاریٰ کے عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **"فهو واحد بالجوهرية، ثلاثة بالأقنومية، ويعنون بالأقانيم الصفات كالوجود والحياة والعلم. وسموها الأب والابن، وروح القدس، وإنما العلم تدرع وتجسد دون سائر الأقانيم."**[22]

یعنی نصاریٰ خدا کو جوہر اًواحد سمجھتے ہیں۔ تین اقانیم کے ساتھ۔ اقانیم کو وجود، حیات اور علم سے معنون کرتے ہیں۔ ان اقانیم کو باپ، بیٹا اور روح القدس کے نام دیتے ہیں۔ علم نے تمام اقانیم کے برخلاف مجسم ہوا۔

بطور نمونہ مذکورہ علماء کے عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ گائسلر کا یہ خیال غلط ہے کہ مسلم علماء نے اِس آیت سے یہ مراد لیا ہے کہ مریم علیہا السلام تثلیث کا ایک جز ہے۔ اگر بالفرض کسی شخص نے مراد لی ہو تو وہ اُس کی رائے ہو سکتی ہے اور یہ رائے بھی غلط نہیں ہے۔ بہر حال کسی کی ذاتی رائے کو قرآن کریم کا منشا قرار دینا

علمی رویہ نہیں ہے۔ چنانچہ مسلمان علماء میں سے اکثر نے یہ تصریح کی ہے کہ مسیحیوں نے صرف سیدنا عیسیٰؑ اور روح القدس کو خدا بنانے پر بس نہیں کیا بلکہ سیدہ مریمؑ کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ صفات میں شریک ٹھہرایا۔

چنانچہ مولانا مودودیؒ صاحب لکھتے ہیں: "عیسائیوں نے صرف مسیحؑ اور روح القدس کو خدا بنانے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ مسیحؑ کی والدہ ماجدہ سیدہ مریم کو بھی ایک مستقل معبود بناڈالا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی الوہیت یا قدوسیت کے متعلق کوئی اشارہ تک بائبل میں نہیں ہے۔ مسیحؑ کے بعد ابتدائی تین سو برس تک عیسائی دنیا اس تخیل سے بلکل ناآشنا تھی۔ تیسری صدی عیسوی کے آخری دور میں اسکندریہ کے بعض علمائے دینیات نے پہلی مرتبہ حضرت مریمؑ کے لیے "اُم اللہ" یا "مادرِ خدا" کے الفاظ استعمال کیے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ اُلوہیت مریم کا عقیدہ اور مریم پرستی کا طریقہ عیسائیوں میں پھیلنا شروع ہوا۔ لیکن اوّل اوّل چرچ اسے باقاعدہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھا، بلکہ مریم پرستوں کو فاسق العقیدہ قرار دیتا تھا۔"(23)

مذکورہ بالا عبارت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کا منشا یہاں پر صرف مریمؑ کی اُلوہیت کا رد کرتا ہے۔ آپ علیہا السلام کو تثلیث کا جز قرار نہیں دیتا ہے۔ اور نہ قرآن کریم کی وجہ سے مسلمان علماء کسی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ مولانا مودودی صاحب نے آگے چل کر یہاں تک لکھا ہے کہ: نزولِ قرآن کے زمانے تک پہنچتے پہنچتے حضرت مریم اتنی بڑی دیوی بن گئیں کہ باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں اُن کے سامنے ہیچ ہو گئے۔(24)

اِس سے بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ دنیائے مسیحیت نے سیدہ مریمؑ کی عبادت بھی مستقل طور پر کی گئی ہے۔

چنانچہ آیت کریمہ میں سیدہ مریمؑ کی عبادت اور پرستش پر ایک عمومی تبصرہ اور رد ہے۔ مریم علیہا السلام کی پرستش ایک تاریخی حقیقت ہے جو کہ تثلیث سے علاحدہ اپنی تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔

اسی طرح مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ صاحب لکھتے ہیں: مسیح پرستی تو خیر موجودہ مسیحیت کے مرادف ہی ہے، لیکن مریم پرستی بھی مسیحی دنیا کا کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں، دعائیں اس "خدا کی کنواری" کو مخاطب کرکے کی جاتی ہیں، نذریں اور نیازیں ان کے نام پر کی جاتی ہیں، کیتھولک گرجاؤں میں قد آدم تصویریں ان کی لگی رہتی ہیں، جن کے آگے مراسمِ پرستش بجالاتے ہیں۔(25)

مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ کے عبارت سے واضح ہے کہ مسیحیت میں مریمؑ کی عبادت و پرستش بھی کی جاتی تھی۔

اس طرح یہ بھی واضح رہے کہ قرآن کریم یا احادیث میں اُن فرق و ادیان پر رد جو قرآن کریم کے نزول کے وقت موجود تھے۔ چناں چہ یہ خیال کرنا کہ تاریخ میں مریمؑ کو کبھی تثلیث کا جز نہیں سمجھا گیا بھی درست نہیں ہے۔ عرب اور اس کے اطراف واکناف میں یہود و نصاریٰ کے کئی ایک فرقے ایسے موجود تھے جو اب یا تو بالکل ختم ہو چکے ہیں یا کم یاب ہیں۔ چناں چہ عرب میں ایک مسیحی فرقہ تھا جو روح القدس کی جگہ مریمؑ کو تثلیث کا تیسرا اقنیم مانتے تھے۔ چنانچہ مولانا عبدالحق حقانی دہلوی لکھتے ہیں: عیسائی (نہیں بلکہ پولوسی) کہتے ہیں کہ جوہرِ واحد کے تین اقنوم (حصہ) ہیں اب ابن روح القدس اور یہ تینوں مل کر ایک خدا ہوا۔ جیسا کہ آفتاب کا اطلاق قرص اور شعاع اور حرارت پر ہوتا ہے۔ اب سے مراد اللہ اور ابن سے کلمہ یعنی مسیح اور روح سے حیات یا جبرئیل اور عرب کے عیسائی بجائے روح القدس کے تیسرا اقنوم حضرت مریم کو قرار دیا کرتے تھے۔ اس کو تثلیث کہتے ہیں اس سے خدا منع کرتا ہے اور عذاب الیم کا خوف دلاتا ہے۔ (26)

جارج سیل نے نائس کے پہلے کونسل (First Council of Nicaea)، جو نزولِ قرآن سے تقریباً تین سو سال قبل منعقد ہوا تھا، کا حال تفصیل سے لکھا ہے۔ اِس میں سیدنا عیسیٰؑ کی اُلوہیت کو زیر بحث لایا گیا۔ اِس میں کئی بشپ اور پادریوں نے عقیدہ تثلیث کا انکار کیا لیکن بادشاہ کے خوف سے اکثر نے بعد میں اِس عقیدے کو قبول کیا۔ اور بعض علماء تثلیث میں روح القدس کی جگہ سیدہ مریمؑ کو داخل سمجھتے تھے۔

چنانچہ اپنے مشہور ترجمہ قرآن کے مقدمے میں جارج سیل لکھتا ہے:

These notions of the divinity of the Virgin Mary were also believed by some at the Council of Nice, who said there were two gods besides the Father, viz., Christ and the Virgin Mary, and were hence named Mariamites. (27)

نائس کے کونسل کے بعض ارکان کنواری مریم کے اُلوہیت کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ باپ کے علاوہ کے دو خدا "مسیح" اور "مریم" ہیں۔ اور ان کو مریمائیٹز دیا گیا تھا۔

مریمائیٹز (Mariamites) کی موجودگی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ نہ صرف مریمؑ کی عبادت کرتے تھے بلکہ ان کو تثلیث کا تیسرا اقنوم مانتے تھے۔

اسی طرح رومن کھیتولک چرچ میں سیدہ مریمؑ کی عبادت عام تھی۔ رومن کھیتولک چرچ پر پروٹسٹنٹ کا سب سے بڑا اعتراض ایک یہ بھی تھا کہ سیدہ مریمؑ کی پرستش کا تصور رومی اور یونانی دیومالائی عقائد سے اخذ کیا گیا ہے۔ چنانچہ سٹیفن بنکو لکھتے ہیں:

"سولہویں صدی عیسوی میں پروٹسٹنٹ نے رومن کیتھولک چرچ کو تحریک اصلاحِ مذہب کے دوران مورد الزام ٹھہرایا کہ انہوں نے اپنے عقائد اور رسومات کو یونان اور روم سے مستعار لیے ہیں۔"[28]

باہمی متنازعہ مسائل پر ستشِ مریمؑ رومن کیتھولک چرچ اور پروٹسٹنٹ کے مابین ایک اہم نزاعی مسئلہ تھا۔لہذا سولہویں صدی عیسوی کے مناظرانہ ماحول کے بارے میں سٹیفن بنکو مزید لکھتا ہے:

"رومن کیتھولک الہیات میں سے کے کسی بھی مسئلہ مناظرہ کے لیے اتنی توجہ حاصل نہیں کی تھی جتنا کہ مریم کے مقام اور پرستش کے موضوع نے حاصل کی تھی۔"[29]

قرآن کریم نے عیسائیوں کے عقائد کی چار مقامات پر تردید کی ہے۔ جو یہ ہیں: 1۔ سورۃ النساء 4: 171، 2۔ سورۃ المائدۃ 5: 3،72۔ سورۃ المائدۃ 5: 73 اور 4۔ سورۃ المائدۃ 5: 116۔ اِن آیات سے متعلق آیات پر مولانا سید سلیمان ندویؒ نے جامع بحث کی ہے۔ چنانچہ آپؒ لکھتے ہیں کہ: "ہمارے ملک کے عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن نے ہم عیسائیوں کی طرف مختلف قسم کے عقائد منسوب کئے ہیں جو ہمارے نہیں مثلاً حضرت مریم کو خدا سمجھنا اور صرف حضرت عیسیٰ کو خدائے واحد ماننا ان میں سے کوئی چیز ہمارے اعتقاد میں داخل نہیں لیکن شاید ان بے خبروں کو معلوم نہیں کہ پندرھویں صدی عیسوی کا پیدا شدہ پروٹسٹنٹ فرقہ چھٹی صدی کے عرب میں موجود نہ تھا، عرب، نسطوری، یعقوبی، مارونی اور ملکانی فرقے کے عیسائی آباد تھے، جن کے عقائد یورپ کے نئے فرقوں سے الگ تھے"[30]۔اِس کے بعد آپؒ نے مذکورہ آیات کے مصداقات کی نشاندہی کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: پہلی آیت اُن فرقوں کی تردید میں ہے جو تثلیث میں باپ، بیٹے اور روح القدس تینوں کے مستقل اُلوہیت کے قائل تھے۔ دوسری آیت یعقوبیہ فرقہ کی تردید میں ہے جن کا عقیدہ تھا کہ مسیح علیہ السلام ہی خدا ہے اور آپؑ کی انسانی حیثیت کی نفی کرتے ہیں۔ تیسری آیت نسطوری فرقہ اور ملکانی (کیتھولک) کی تردید میں ہے جن کا عقیدہ تھا کہ باپ مکمل خدا ہے، بیٹے کی اُلوہی اور انسانی حیثیت دونوں مسلّم ہے جب کہ روح القدس تثلیث کا تیسرا اقنوم ہے۔ جن آیات میں مریمؑ کی عبودیت کی تردید ہے یہ دراصل اُن فرقوں کی تردید ہے جو اقانیم ثلاثہ کے ساتھ ساتھ مریمؑ کو بھی خدا کی ماں تسلیم کرکے لائق پرستش جانتے تھے۔ مریمؑ کی پرستش کے انکار کی وجہ نسطوری فرقہ کو قسطنطنیہ سے جلاوطن کیا گیا۔ مارونی یا مریمی فرقہ تثلیث میں اقانیم ثلاثہ میں روح القدس کی جگہ مریم (یعنی خدا کی ماں) کو تیسرا اقنیم مانتے تھے۔ اسی طرح عرب میں

عورتوں کا ایک فرقہ تھا جو مریمؑ کو خدا سمجھ کر پوجتا تھا اور ابن حزمؒ نے لکھا ہے کہ بربرانی فرقہ مسیحؑ اور مریمؑ دونوں کو خدا سمجھتا تھا"(31)۔

چناں چہ اس بات سے کسی طور پر بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ مریمؑ کی پرستش کی گئی ہے۔ قرآن کریم نے سورۃ المائدۃ: 116 میں اسی پرستش کی تردید کی ہے۔اور یہ خیال درست نہیں کہ مسلم علماء مریمؑ کے مقام کے بارے میں کسی ابہام یا تنقیص علم کا شکار ہیں۔ زیر بحث آیت، سورۃ المائدۃ116، میں قرآن کریم تثلیث کے اقنوم کو ہرگز ذکر نہیں کرتا بلکہ یہاں پر مریم علیہا السلام کی عبادت کا ذکر کیا جاتا ہے جو کہ ایک مسلّم حقیقت ہے۔ اگر بالفرض قرآن کریم نے بطور اقنیم ثالث کا بھی ذکر کیا ہے تو یہ خلاف واقع نہیں ہے کیوں کہ مسیحیوں میں خود ایسے فرقے، اگرچہ تعداد اور قوت کے لحاظ سے کم ہو، بھی موجود ہیں جو مریمؑ کو تثلیث کا حصہ مانتے ہیں۔ اگرچہ پروٹسٹنٹ جو کہ سولہویں صدی عیسوی میں پروان چڑھے اس کے منکر ہیں۔ لیکن قرآن کریم سے پہلے اور دس صدیاں بعد بھی مسیحیت میں سیدہ مریمؑ کی پرستش اور بعض کے نزدیک جزِ تثلیث تسلیم کی جاتی تھی۔ آج بھی رومن کیتھولک چرچوں اور قدامت پسند عیسائیوں کے گھروں میں مریمؑ کے تصاویر اویزاں پائے جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے جو کچھ ذکر کیا ہے حقیقت حال اور واقع کے مطابق ذکر کیا ہے۔

گائسلر نے سورۃ المائدۃ آیت 119 کا حوالہ دیا ہے جو کہ غلط ہے اور صحیح سورۃ المائدۃ آیت 116 ہے۔ شاید کتابت کی غلطی ہو یا مصنف مذکور نے خود قرآن کریم کو دیکھنے کی زحمت نہ کی ہو اور کسی ترجمے سے لکھ کر مطلوبہ نتائج اخذ کیے ہوں۔

گائسلر کے دلائل کا جائزہ:

مسیحی علماء عقیدۂ تثلیث کے جتنے بھی نقلی اور عقلی دلائل پیش کرتے ہیں وہ ناکافی ہیں۔ سوائے دور از کار تاویلات یا تراجم میں الفاظ کی کمی بیشی کے بائبل میں کہیں پر بھی صراحتاً عقیدۂ تثلیث مذکور نہیں ہے۔ آج تک کوئی مسیحی عالم عقیدۂ تثلیث کا کوئی بھی مکمل طور پر صحیح حل پیش نہیں کر سکا ہے جس کا خود گائسلر بھی معترف ہے۔ لکھتے ہیں:

"No analogy of the Trinity is perfect, but some are better than others."(32)

ترجمہ: "عقیدۂ تثلیث کا کوئی بھی تمثیل مکمل نہیں ہے لیکن بعض دوسروں سے بہتر ہوتے ہیں"

مذہبی متون میں عقائد بالکل صاف، واضح اور غیر مبہم ہوتے ہیں۔

1۔ ریاضیاتی تشریح:

یہ عقیدۂ تثلیث کی تشریح نہیں کر سکتی ہے۔اگر ایک، ایک اور ایک کو ضرب دینے سے ایک حاصل ہوتا ہے اور اِس سے ایک میں تین کا عقیدہ صحیح ثابت ہوتا ہے تو پھر دنیا میں شرک کا کوئی تصور باقی نہیں رہے گا۔اِس لیے کہ یہ تمام مشرکین کے لیے دلیل بن سکتا ہے۔دنیا میں بیشتر مذاہب تین سے زیادہ دیوی دیوتا مانتے ہیں تو یہ اس کے لیے بھی دلیل بن سکتی ہے مثلاً ہندو وشنو، برہما اور شیوا کے علاوہ کئی کروڑ دیوتاؤں مانتے ہیں۔لہٰذا اگر ایک کو ضرب کئی کروڑ ایک سے دیا جائے تو پھر بھی ایک ہی آتا ہے۔اسی طرح ریاضی میں کسی بھی ہندسے کو اگر ایک کے ہندسے کو ایک سے ضرب دیا جائے تو درحقیقت وہ گوئی الگ ہندسہ نہیں ہوتا بلکہ یہ وہی ایک ہی ہوتا ہے جس کو کروڑوں مرتبہ بھی اگر ضرب دیا جائے تو حاصل ایک ہی ہوتا ہے۔

2۔جیومیٹرک تشریح:

ایک تکون (Triangle) تین کونوں (Vertices) پر مشتمل ہوتا ہے۔تینوں ناقابل تقسیم اور بہ یک وقت ہوتے ہیں۔اس مثال میں مسئلہ یہ ہے ہر کونے کو یا سائیڈ کو علاحدہ اور مستقل تکون نہیں کہا جاسکتا ہے۔ تکون ایک ہی ہے اس کے اندر تین تکون یا کسی ایک کونے کو جدا کر کے تکون نہیں کہا جاسکتا۔ تین کونے اور زاویے تین اجزاء ہیں اور مسیحیوں کے نزدیک تین اقانیم تین اجزا نہیں ہے۔تثلیث میں ہر ایک یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس مساوی طور پر خدا ہیں جیسا کہ گائسلر کے مذکورہ بعض عبارات سے واضح ہوتا ہے۔لہٰذا یہ تمثیل بھی عقیدۂ تثلیث کی توضیح کے لیے موزون نہیں ہے۔

3۔اخلاقی تشریح وتوضیح:

محبت کرنے والا اور محبوب کو دنیا کے کسی بھی فلسفہ و ادب میں ایک نہیں مانا گیا ہے بلکہ وہ لازما دو ہی ہوں گے۔ محبت کرنے والے کی ذات اور محبوب دو الگ الگ شخصیتیں ہوں گیا گر نہیں تو یہ مثال اِس لیے بھی لایعنی ہے کیوں کہ خدا اگر محبت ہے تو اُس کی محبت کسی دوسرے سے نہیں بلکہ خود اپنے آپ سے ہے جس سے اس کو جدا بھی نہیں کہا جاسکتا حالانکہ تثلیث میں تو محبوب نہ صرف جدا ہو چکا ہے بلکہ زمین پر آچکا ہے۔اس مثال سے کا کوئی معنی خیز مطلب نہیں ہے۔

4۔ علمِ بشریات کے حوالے سے عقیدہ تثلیث کی وضاحت:

یہ تمثیل بھی انتہائی غلط ہے کیوں کہ جو تعلق اقانیم ثلاثہ میں ہے وہ انسانی دماغ، خیالات اور الفاظ کر درمیان بالکل نہیں ہے۔دماغ ایک جسم اور وجود رکھتا ہے جب کہ خیالات اور الفاظ غیر مرئی ہوتے ہیں ہے۔

دماغ، خیالات اور الفاظ بالکل الگ الگ چیزیں ہیں۔ خیالات کو دماغ یا الفاظ کو دماغ کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ بر عکس اس کے اقانیم ثلاثہ میں سے ہر ایک پر خدا کا اطلاق کیا جاتا ہے اور تینوں اقانیم ثلاثہ مستقل ذات کے مالک ہیں۔

5۔ اسلام میں اللہ کی صفت کلام کے حوالے سے عقیدہ تثلیث کی تشریح:

قرآن کریم غیر مخلوق ہے اور یہ اللہ کی صفت کلام ہے اقنیم نہیں۔ مسلمانوں کا اللہ کی صفات سے متعلق تجسیم کا کوئی عقیدہ نہیں ہے نہ کلام کا اور صفت حیات و محبت کا۔ اور نہ مسلمان اِن مصاحف کی عبادت کرتے ہیں۔ صفات موصوف سے جدا نہیں ہوتے اور کسی دوسرے ذات پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا تمام مثالوں میں خدا کی تنقیص لازم آتی ہے حالانکہ خدا کامل ہے ابدی ہے۔ اسی طرح یہ تمام مرکبات کی مثالیں ہیں اور مرکبات اجزا سے بنے ہوتے ہیں اور قدیم نہیں ہوتے۔

امام ابن حزمؒ نے اپنی کتاب "الفصل" میں عقیدہ تثلیث سے متعلق تفصیلی بحث کی ہے۔ آپؒ نے لکھا ہے کہ اگر باپ، بیٹا اور روح القدس شے واحد ہے تو پھر مغائرت کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ باپ کو بیٹا اور بیٹے کو باپ نہ سمجھا جائے۔ اگر یہ تینوں ایک نہیں ہے تو پھر وجہ مغائرت کوئی ضعف یا نقص میں سے ہوگا([33])

خلاصۂ بحث: نارمن لیو گائسلر نے عقیدہ تثلیث پر بحث کرتے ہوئے قرآن کریم کے سورۃ المائدۃ کے آیت 116 حوالہ کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ قرآن کریم میں عقیدہ تثلیث کو (نعوذ باللہ) غلط پیش کیا گیا ہے۔ اور یوں یہ خدا کا کلام نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر مذکورہ آیت میں معمولی غور و فکر سے کام لیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہاں عقیدہ تثلیث کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اور اگر کیا بھی ہے تو مریمؑ کو اقنیم سمجھنے والے لوگ بہر حال موجود تھے۔ مذکورہ آیت میں عبادتِ مریم علیہا السلام پر عمومی تبصرہ ہے اور عیسائیت کی تاریخ پر نظر رکھنے والوں پر یہ بات عیاں ہے کہ عیسائی سیدہ مریم علیہا السلام کی عبادت و پرستش کیا کرتے تھے یہاں تک کہ "مادرِ خدا" جیسے الفاظ سے یاد کی جاتی تھیں۔ اور بعض فرقے تثلیث کے تیسرا اقنیم سیدہ مریم علیہا السلام کو مانتے تھے۔ عقائد بھول بھولیاں نہیں ہوتیں بلکہ بالکل واضح اور عقل سلیم کے لیے قابل قبول ہوتی ہیں۔ عقیدۂ تثلیث کے لیے جتنے بھی عقلی یا نقلی تشریحات و توضیحات پیش کئے گئے وہ سب کے سب ناکافی ہے۔ عقیدۂ تثلیث عقلاً، نقلاً اور تاریخی دلائل کی روشنی میں بالکل محال ہے۔

حوالہ جات وحواشی:

---

[1]۔ سورۃ التوبۃ:30

Surah Al-Toba: 30

[2] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1435ھ/2014ء، سورۃ التوبۃ:30، حاشیہ 29

Mudodi, Syed Abul Aala, Tafheem ul Quran, Idara Tarjuman Ul Quran, Lahore, 1435/2014, Surah Al-Toba, 30, Reference No: 29

[3] رضی الدین سید، یہودی مذہب مہد سے لحد تک، مکتبہ قاسمیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، 1437ھ/2016ء، ص28

Razi ud din Syed, Yahodi Mazhab, Maktaba Qasimia, Karachi, 2016, P 28

[4] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات قرآنی، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، 1430ھ/2009ء، ص 274-276

Ghazi, Mehmod Ahmad, Dr, Muhazarat e Qurani, Al-Faisal Books, Lahore, 2009, P 274-276

[5]- Augustine, On the Trinity, edited by: Gareth B. Matthews, translated by: Stephen Mckenna, Cambridge University press New York, 2003, page 4

[6]- Bruce A. Ware, Father, Son and Holly Spirit: Relationships, Roles and Relevance, Crossway Books, a ministry of Good News Publishers, Wheaton, USA, 2005, page 43

[7]- Norman L. Geisler, Answering Islam: The Crescent in Light of the Cross, Baker Books, Michigan, third edition, 2003, page 265

[8]- Ibid, 271

[9]۔ کتابِ مقدس، نیا عہد نامہ، یوحنا کی انجیل 16:3

Kitab Muqaddas (Gospal of Hohn), Naya Ahad Nama, Yuhanna ki Injeel 3 : 16

[10]- Geisler, Answering Islam, page 264

[11]۔ انیس شروش (Anis Shorrosh) ایک فلسطینی، ماہر اناجیل عیسائی ہیں۔ 6 جنوری 1933 کو پیدا ہوئے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں اور معروف مسلم عالم شیخ احمد دیدات کے ساتھ ایک مناظرہ بھی کیا تھا۔ 13 مئی 2018 کو وفات پاگئے۔ گائسلر کی کتاب میں کئی حوالے اُسی مناظرے کے بھی ہیں۔

[12]- Geisler, Answering Islam, page 264

[13]- Geisler, Answering Islam, Page 273

[14]- Ibid

[15]- Ibid

[16]- Geisler, Answering Islam, Page 276

[17]- Ibid

[18]۔ سورۃ النساء:171

Surah Al-Nissa: 171

[19] ۔سورۃ المائدۃ:73

Surah Al-Maida : 73

[20] ۔محمد رشید بن علی رضا، تفسیر القرآن الحکیم (تفسیر المنار)، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب،1410ھ/1990ء، سورۃ المائدۃ:116

M. Rashid bin Ali Raza, Tafseer ul Quran Al Hakeem (Tafseer ul Mannar) , Al Haia, Egypt, 1990, Surah Al Maida : 116

[21] محمد رشید بن علی رضا، تفسیر القرآن الحکیم (تفسیر المنار)، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب،1410ھ/1990ء، سورۃ المائدۃ:

M. Rashid bin Ali Raza, Tafseer ul Quran Al Hakeem (Tafseer ul Mannar) , Al Haia, Egypt, 1990, Surah Al-Maida : 116 116

[22] ۔شہرستانی، ابو الفتح محمد بن عبدالکریم، الملل والنحل، مؤسسۃ الحلبی، ج:2، ص26

Shehristani, Abul Fatah, Muhammad bin Abdul Karim, Al Milal wa An Nihal, Al Halbi, Vol. 2, P. 26

[23] ۔مودودی، تفہیم القرآن، سورۃ المائدۃ:116، حاشیہ130

Mudodi, Syed Abul Aala, Tafheem ul Quran , Surah Al-Maida:116, Hashia 130

[24] ۔مودودی، تفہیم القرآن، سورۃ المائدۃ:116، حاشیہ130

Mudodi, Syed Abul Aala, Tafheem ul Quran , Surah Al-Maida:116, Hashia 130

[25] ۔ دریاآبادی، عبدالماجد، مولانا، تفسیر قرآن (تفسیر ماجدی)، مجلس نشریات قرآن ، کراچی، 1418ھ/1998ء، سورۃ المائدۃ:116، حاشیہ352

Daryabadi, Abdul Majid, Tafseer e Quran (Tafseer e Majidi), Majlis e Nashriyat e Quran, Karachi, 1998, Surah Al-Maida:116, Hashia 352

[26] ۔حقانی، ابو محمد عبدالحق، تفسیر فتح المنان (تفسیر حقانی)، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور،1430ھ/2009ء، سورۃ المائدۃ:73

Haqqani, Abu Mahmmad Abdul Haq, Tafseer Fathul Mannan (Tafseer e Haqqani), Al-Faisal Books, Lahore, 2009, Surah Al-Maida:73

[27]- Rev. E. M. Wherry, M. A, A Comprehensive Commentary on the Quran: Comprising Sale's Translation and Preliminary Discourse, Kegan Paul, Trench, Trubner & Co. Limited, London, 1896, page 64

[28]- Stephen Benko, The Virgin Goddess, Brill, Leiden. Boston, 2004, page 1

[29]- Ibid, page 2

[30] ۔ ندوی، سید سلیمان، تاریخ ارض القرآن (کامل)، دارالاشاعت، کراچی،1395ھ/1975ء، ص390-391

Nadvi, Syed Sulaiman, Tarikh Arzul Quran, Dar u Ishaat, Karachi, 1975, P. 390-391

[31]- ندوی، سید سلیمان، تاریخ ارض القرآن، ص391

Nadvi, Syed Sulaiman, Tarikh Arzul Quran, P 391

[32]- Geisler, Answering Islam, page 273

[33]- ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد اندلسی، الفصل فی الملل والاھواء النحل، مکتبۃ الخانجی، قاہرہ، ج1: ص49

Ibn Hazam, Abu Muhammad Ali bin Ahmad Andalusi, Alfasal fil Milal wa Al Ahwa e Al Nahal, Al Khanji, Cairo, Vol. 1, P. 49